ReGD No. L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

۲۲ رجمادی الثانی ۱۳۷۸ھ

یوم شنبہ

فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۸/۱۳ | ۳ ر صلح ۱۳۳۸ ھ ش | ۳ رجنوری ۱۹۵۹ء | نمبر ۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے دعا کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو باوجود علالت اور کمزوری طبع جلسہ سالانہ کے ایام میں غیر معمولی طور پر مصروف رہنا پڑا ہے۔ احباب خصوصیت سے دعا کریں۔ کہ یہ مصروفیت حضور کی صحت پر کسی طرح بھی اثر انداز نہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ حضور کو صحت و سلامتی کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین ؁

نائیجیریا (مغربی افریقہ) میں جماعت احمدیہ کی دسویں کامیاب سالانہ کانفرنس

ملک کے طول و عرض میں اسلام کا فریضہ اور زیادہ وسیع بنیادوں پر بجالانے کا فیصلہ

اس غرض کے پیش نظر احباب جماعت کی طرف سے بطور چندہ کثیر رقوم کی فوری پیشکش!

لیگوس (بذریعہ تار) نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے دارالحکومت لیگوس سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ جماعت احمدیہ نائیجیریا کی دسویں سالانہ کانفرنس جو دسمبر کی آخری تاریخوں میں منعقد ہوئی تھی۔ بفضلہ تعالےٰ بخیر و خوبی اور نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ اس موقعہ پر جماعت کی سالانہ مجلس مشاورت کا بھی اجلاس ہوا۔ جس میں ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تیس سے بھی زیادہ جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ نمائندگان کرام نے ملک کے تمام حصوں اور بالخصوص مشرقی نائیجیریا میں تبلیغ اسلام کا فریضہ اور زیادہ وسیع پیمانے پر بجالانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر احباب جماعت نے فوری طور پر بڑی بڑی رقوم پیش کیں۔ اور اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے چندے کی ایک کثیر رقم فراہم ہوگئی۔ احمدیہ مشنری کالج کے قیام اور اس کے خاطر خواہ انتظام پر تمام حاضرین نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور اس ضمن میں مشن کی مساعی پر خوشی اور اطمینان کا اظہار فرمایا۔ ۵ رجنوری ۵۹ء کو اس کالج کا افتتاح ہو رہا ہے۔ مکرم مولوی محمد اسحاق صاحب شاہد کو اس کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ نمائندگان نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کیساتھ گہری عقیدت اور دلی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے خدمت اسلام کے لئے ہر قربانی کرنے اور کرتے چلے جانے کا یقین دلایا۔ نیز اللہ تعالےٰ کے حضور درد و الحاح سے دعا کی گئی کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

اپنے افتتاحی خطاب میں رئیس التبلیغ مغربی افریقہ مکرم مولوی نسیم سیفی صاحب نے نمائندگان پر زور دیا کہ وہ احمدیت کی تعلیم پر کما حقہٗ عمل پیرا ہوں اور پوری طرح متحد ہو کر اسلام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے اور دوسروں کو اس کا حلقہ بگوش بنانے کی کوشش کریں۔

سالانہ کانفرنس کے پہلے اجلاس میں صدارت کے فرائض نائیجیریا کی پارلیمنٹ کے رکن مسٹر ہان ساقی نے ادا کئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فی زمانہ خدمت اسلام کا فریضہ ادا کرنے کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر بہت زور دیا اور مذہبی جماعتوں کو نصیحت کی کہ وہ سیاسیات سے اپنا دامن بچاتے ہوئے اپنا تمام وقت اور پوری توجہ مذہبی فرائض کی بجا آوری کے لئے ہی وقف رکھیں۔ آپ نے امید ظاہر کی۔ کہ تمام مغربی افریقہ میں بالعموم اور نائیجیریا میں بالخصوص احمدیت بہت جلد پھیل جائے گی۔ رئیس التبلیغ مکرم مولوی نسیم سیفی صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں باہر سے تشریف لانے والے احباب کو خوش آمدید کہا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ان کیلئے دعا کی اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان سے باحسن وجوہ عہدہ برآ ہونے کی تلقین فرمائی۔

اس ضمن میں مکرم سیفی صاحب نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی بعثت کے مقصد اور اس کی غرض کو واضح کرتے ہوئے دنیا میں تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ اسلام کو پھیلانے کی اہمیت پر زور دیا۔ دوسرے مقررین میں جنہوں نے حاضرین سے خطاب کیا مکرم نصیر الدین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ مکرم مولوی محمد اسحاق صاحب شاہد اور مکرم مولوی محمد بشیر صاحب شاد شامل تھے۔ کانفرنس میں نیوزی لینڈ کے محقق اسلام مسٹر ہمفری جان فشر نے بھی شرکت کی۔ وہ کلونیل ڈیلپمنٹ اینڈ ویلفیئر سوشل ریسرچ کے وظیفے پر آجکل مغربی افریقہ کا دورہ کر رہے ہیں۔

واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام

ڈھاکہ ۲ رجنوری۔ مشرقی پاکستان میں حکومت مشرقی پاکستان نے واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کردی ہے۔ یہ صوبہ میں آبی و برقی وسائل کو فروغ دیگی۔ اتھارٹی کے چیرمین کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔ جو پانچ سال تک اتھارٹی کا انچارج رہے گا۔ اتھارٹی چار ارکان پر مشتمل ہوگی۔

موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ واپڈا کے چیف انجنیئر خان محمد اعظم خان کو اتھارٹی کا پہلا چیرمین مقرر کیا جائے گا۔ یاد رہے مغربی پاکستان میں پہلے ہی واٹر اینڈ پاور دیولپمنٹ اتھارٹی قائم ہو چکی ہے۔

انکم ٹیکس کے عملے کو انعام

کراچی یکم جنوری۔ وزیر خزانہ نے اعلان کیا ہے کہ محکمہ انکم ٹیکس کے عملہ نے پچھلے پندرہ واڑے میں اور بالخصوص ۳۱ دسمبر کی شب جو محنت کی اس کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت نے عملہ کو پچاس ہزار روپے کی رقم بطور انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ رقم بونس کی شکل میں چپڑاسیوں، دفتریوں، بیلفوں، کلرکوں، سپروائزروں اور انکم ٹیکس کے انسپکٹروں کو دی جائیگی۔ انکم ٹیکس کمشنروں کو سنٹرل بورڈ آف ریونیو کی طرف سے بونس کی شرح کے متعلق اطلاع جاری ہو رہی ہے۔

غیر استعمال شدہ تجارتی لائسنس

کراچی ۲ رجنوری۔ مرکزی وزارت خزانہ کی طرف سے آج اعلان کیا گیا ہے کہ کل وزارت تجارت کی طرف سے تجارتی لائسنسوں کے بارے میں جو اعلان کیا گیا ہے اس کا اطلاق ان لائسنسوں پر بھی ہوتا ہے جو ڈائرکٹر جنرل سپلائی اینڈ ڈویلپمنٹ ڈائرکٹر جنرل ڈیفینس پرچیز اور دوسرے سرکاری اداروں نے جاری کئے ہیں۔

اس اعلان میں واضح کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ایسے غیر استعمال شدہ یا جزوی طور پر استعمال شدہ لائسنس ہوں انہیں ان کے بارے میں اطلاع ۱۵ رجنوری ۵۹ء تک دے دینی چاہیئے۔ یہ اطلاع مقررہ فارم پر ہونی چاہیئے۔ جسے جوابی رسید لگے ہوئے لفافے میں بند کر کے بھیجنا چاہیئے۔ اس لفافے پر ایک طرف غیر استعمال شدہ لائسنس کے الفاظ لکھنے چاہئیں۔

سلطان الدین احمد سفیر بنا دیئے گئے

کراچی ۲ رجنوری۔ مشرقی پاکستان کے سابق گورنر مسٹر سلطان الدین احمد کو انڈونیشیا میں پاکستان کا سفیر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مسٹر سلطان الدین احمد کی عمر ستاون سال ہے انہوں نے ڈھاکہ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اور تین بار یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ انہوں نے برما اور پھر کمیونسٹ چین میں پاکستان کے سفیر کے طور پر کام کیا ہے۔ وہ ۱۵ اپریل ۱۹۵۸ء سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک مشرقی پاکستان کے گورنر رہے تھے اور مارشل لا کے نفاذ کے بعد ان کی جگہ مسٹر ذاکر حسین کو صوبہ کا گورنر بنایا گیا تھا۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۵۹ء

امنِ عالم کی خواہش

(۲)

آج کوئی قوم بھی دنیا میں ایسی نہیں جو مذہب کو اپنے اعمال کے آئینہ میں پیش کر رہی ہو۔ اس لئے ٹھوس مادی ترقیات کے مقابلہ میں مذہب ایک ایسی مکرِ و نظریاتی چیز بن کر رہ گیا ہے۔ جس کی آج کے تجرباتی اور مشاہداتی ذہن میں کوئی قدر و قیمت متصور نہیں ہو سکتی۔ وہ دانشمندانِ یورپ بھی جو مذہب کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں ابھی تک اس کی پوری ماہیت کو نہیں سمجھ سکے۔ اور وہ محض اس کو ایک ایسی ہی تحریک کے طور پر لے رہے ہیں۔ جیسی کہ دوسری عقلی اور دنیاوی تحریکیں ہوتی ہیں۔ ایک عقلی اور دنیاوی تحریک عقل کے بل بوتے پر ایک حد تک کامیاب ہو سکتی ہے۔ لیکن مذہبی تحریک جو سراسر مابعد الطبیعاتی تحریک ہے اس کو کوئی مابعد الطبیعاتی طاقت ہی کامیابی سے چلا سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں مذہب ایک الٰہی تحریک ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کو چلا بھی سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بتایا گیا ہے:۔

لا تدرکہ الابصار و
ھو یدرک الابصار۔

یعنی انسانی حواس اس کو نہیں پا سکتے البتہ وہ خود انسانی حواس پر درک پا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام مذاہب کی تعلیم اپنے منبع کے لحاظ سے ایک ہی ہے۔ لیکن سوائے اسلام کے کوئی مذہب یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جو تعلیم اس کو دی گئی تھی وہ اپنی اصل صورت میں آج بھی موجود ہے۔ اس سے ہم صرف اتنا واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جب تک وہ دانشمندانِ یورپ جو مذہب کا احیاء کرنا چاہتے ہیں مذہب کا مطالعہ اسلام سے شروع نہیں کریں گے اُس وقت تک وہ مذہب کی ماہیت کو نہیں جان سکیں گے اس لحاظ سے اس زمانہ میں مذہب کی صحیح ماہیت سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کا مطالعہ احمدیت کے ذریعہ کیا جائے۔

احمدیت کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذہب یعنی اسلام کے احیاء کے لئے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ جس کا آغاز حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ ہوا ہے۔ جن کو خود اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مبعوث کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں از سرِ نو مذہب یعنی اسلام کو دنیا میں زندہ کریں۔ اور اس رشتہ کو جو انسان نے اللہ تعالیٰ سے توڑ دیا ہے از سرِ نو جوڑیں۔ تا کہ مذہب کی حقیقت سے آشنا ہو کر انسان اس صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جو اس کو جنت میں متمکن کر دے۔

احمدیت یا حقیقی اسلام کو سمجھنے میں جو اس وقت سب سے بڑی روک ہے۔ اور ہمیشہ روک بنی رہی ہے وہ عقلیت ہے۔ عقلیت کے معنی یہ ہیں کہ الہام کی حقیقت سے الگ ہو کر کائنات کو سمجھنے کی کوشش کرنا۔ اسلام سے پہلے اس مذہبی حقیقت کو باوجود اس کے کہ فرستادگانِ حق نے وقتاً فوقتاً اس طرف صحیح رہنمائی کی ہے عقلیت اور توہم سے غلط ملط کر دیا جاتا رہا ہے۔ جس سے انکار الٰہ اور کثرت الٰہ کے افراط و تفریط کے دو متضاد نظریے درجہ بدرجہ ہمیشہ چلے آئے ہیں۔

جب اسلام یونانی فلسفہ سے ٹکرایا تو مسلمان علماء نے اسلام کو اس فلسفہ کے نظریات کے مطابق کرنے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ جیسا کہ علامہ اقبالؔ مرحوم نے اپنے چھ لیکچروں میں واضح کیا ہے اسلام یونانی فلسفہ کے گرد و غبار میں گم ہو کر رہ گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ مجددین کے ذریعہ اسلام کی حفاظت کرتا چلا آیا ہے۔ اس لئے اسلام پہلے مذاہب کے انجام سے بچتا رہا ہے۔

فی زمانہ اسی بے خدا فلسفہ نے ایک نئے رنگ میں اسلام پر حملہ کیا ہے۔ اسلام نے یورپ کو تخیلات پرستی اور توہم پرستی سے نکال کر عملی اور تجرباتی دنیا کی طرف متوجہ کیا۔ لیکن یورپ کو چونکہ صحیح مذہب کی طرف کما حقہٗ رہنمائی نہ ملی اس لئے وہ مادہ پرستی میں پھنس گیا۔ بے خدا عقلیت کی یہ نئی صورت اب اسلام کو اپنے اندھیروں میں چھپانے کی کوشش کر رہی ہے چنانچہ یہ نیچریت کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور آجکل کا مغربی تعلیم یافتہ مسلمان اسلام کی نیچری توجیہات کر کے وہی غلطی کر رہا ہے جو سابق میں یونانی فلسفہ سے تصادم کے وقت بعض علمائے اسلام نے کی تھی۔

یونانی فلسفہ اور موجودہ مغربی سائنٹفک فلسفہ اس بات میں مشترک ہیں کہ وہ کائنات کو سمجھنے کے لئے الہام کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور اگر الہام کو مانتے بھی ہیں تو اس کو محض انسانی فطرت کا ایک ملکہ سمجھتے ہیں یعنی وہ یہ نہیں مانتے کہ الہام انسانی فطرت کے باہر سے کسی ماورا ہستی کی طرف سے بطور پیغام کے وصول ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کی تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ الہام یا وحی کا منبع اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ انسانی فطرت کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز۔

یہی بڑی غلطی ہے جو مذہب کو یعنی اسلام کو سمجھنے میں عقلیت پرستوں کے راستہ میں حائل ہے۔ یہ کوئی ایسی غلطی نہیں ہے جو موجودہ ذہنی ترقی کے دور میں آسانی سے دُور نہیں ہو سکتی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت وضاحت سے اس کو بیان کیا ہے۔ آپ نے باہر کی روشنی اور آنکھ کی بینائی کی مثال دی ہے۔ ایک روشنی باہر سے آتی ہے مثلاً سورج یا چراغ کی روشنی۔ ایک روشنی آنکھ کی بینائی ہے جو فطرت میں پہلے موجود ہے۔ جب تک یہ دونو موجود نہ ہوں اس وقت تک دیکھنے کا عمل ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ آنکھ کی بینائی خواہ کتنی تیز ہو بغیر بیرونی روشنی کے دیکھ نہیں سکتی۔ یہی حال انسانی عقل کا ہے۔ جس طرح آنکھ کی بینائی خواہ کتنی تیز ہو بغیر بیرونی روشنی کے اشیاء کو نہیں دیکھ سکتی۔ اسی طرح انسانی عقل خواہ کتنی زیادہ کیوں نہ ہو بغیر الہام کی روشنی کے کائنات کو سمجھ نہیں سکتی۔ دوسرے لفظوں میں جس طرح سورج یا چراغ کی روشنی آنکھ کی صلاحیت بینش کو مدد دیتی ہے اسی طرح الہام سمجھنے کی صلاحیت یعنی عقل کی رہنمائی کرتا ہے۔ جس طرح دیکھنے کے لئے باہر کی روشنی کی ضرورت ہے اسی طرح کائنات کو سمجھنے کے لئے بیرونی رہنمائی یعنی بموجب اسلام اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی ضرورت ہے۔ جو الہام کے ذریعہ ملتی ہے۔

جو لوگ الہام کو انسانی فطرت کی گہرائیوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں ان کی حالت ایسی ہی ہے جیسی کہ ایک نہایت تیز بینائی والے انسان کی گھُپ اندھیرے میں ہوتی ہے جس کو کچھ نہیں سُوجھتا۔ اسلام کی یہی تعلیم ہے جس کو سمجھے بغیر مذہب یا اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آج صرف احمدیت ہی اس حقیقت کو پیش کر رہی ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی غرض سے مبعوث ہوئے ہیں۔

اس مضمون سے ہماری غرض یہ ہے کہ جو دانشمندانِ مغرب موجودہ بیماریوں کا علاج مذہب کو سمجھتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے خود حقیقی مذہب کو معلوم کریں جو صرف اسلام ہے۔ جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے ؞

صدرانِ جماعت و سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں گذارش

ایسے احباب جن کی وصیت بوجہ بقایا وغیرہ منسوخ ہو گئی ہو ان کے متعلق مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء میں فیصلہ ہوا تھا کہ اگر کوئی شخص وصیت منسوخ ہونے کے بعد چھ ماہ کے اندر اپنی وصیت بحال نہ کرائے۔ یا ندامت کا اظہار کر کے چندہ عام ادا کرنے کی اجازت نہ لے تو اس سے نادہندوں جیسا سلوک کیا جاوے۔ کیونکہ وصیت منسوخ ہونے کے بعد چندہ قبول کرنے کی غرض تو یہ تھی کہ انہیں اپنی کوتاہی کا احساس پیدا ہو نہ یہ کہ وصیت منسوخ ہونے کی بناء پر آئندہ ہمیشہ کے لئے انہیں چندہ ادا کرنے سے فراغت مل جاوے۔ اور وہ احمدی بھی کہلاتے رہیں اور نظامِ سلسلہ میں خرابی کا موجب بنتے رہیں۔ لہٰذا مقامی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے افراد کو توجہ دلائیں کہ یا تو وہ وصیت بحال کرائیں یا چندہ عام ادا کرنے کی اجازت حاصل کریں۔ اگر کوئی شخص مقامی عہدہ داران کی مخلصانہ کوششوں کے باوجود بھی مائل بہ اصلاح نہیں ہوتا تو اس کا معاملہ مقامی مجلس عاملہ میں پیش کر کے اس کے متعلق مناسب کارروائی کے لئے نظارت امورِ عامہ میں مفصل رپورٹ بھجوائی جائے کہ وہ شخص نظامِ سلسلہ کی پابندی کرنے پر آمادہ نہیں کیا جا سکا۔

اس سے پہلے بھی اخبار الفضل مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۵۷ء کے ذریعہ عہدہ داران کو اس اہم معاملہ کی طرف توجہ دلائی گئی تھی لیکن ابھی تک مختلف جماعتوں میں کئی ایسے افراد موجود ہیں۔ جن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ پس میں تمام صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال سے التماس کرتا ہوں کہ اس بارہ میں اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام

تقریر محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری بر موقع جلسہ سالانہ ۵۸ء

محترم قاضی صاحب موصوف نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۲۶ دسمبر کے دوسرے اجلاس میں یہ تقریر فرمائی :-

احباب کرام! میرا مضمون جس پر مجھے اس وقت روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام ہے۔ مقام کے معنی عربی زبان میں قیام کی جگہ۔ موقف۔ حیثیت اور درجہ کے ہیں۔ جو قولی اور عملی زندگی کے قیام سے تعلق رکھتا ہے۔ پس روحانی شخصیتوں کے مقام کی تعیین و معرفت ان کے قول و عمل اور حالاتِ زندگی کے گہرے مطالعہ سے تعلق رکھتی ہے۔

مضمون کی اہمیت

میرا یہ مضمون اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ ہمارے رسول مقتدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ انا اولی الناس بعیسی ابن مریم۔ کہ میرا عیسیٰ بن مریم سے نہایت قربت کا تعلق ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ سے پہلے ایک مسیح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی تجدید کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ اور ایک مسیح آپ کی اُمت میں حضرت مسیح ابن مریم کے رنگ میں رنگین آپ کے دین کی تجدید کے لئے مبعوث ہونے والا تھا۔ چونکہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں بھی ایک مسیح کے مظہر کا وجود مقدر تھا۔ اس لئے از روئے قرآن وانجیل ہمارے لئے پہلے مسیح کے مقام کا سمجھنا ازبس ضروری ہے۔

قرآن کریم بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں کے ذریعہ ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو یہ خبر دی گئی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ یعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل۔ خدا تعالیٰ اسے کتاب وحکمت یعنی تورات وانجیل کی تعلیم دے گا اور اسے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت علیہ السلام کو صرف بنی اسرائیل کے لئے خدا کا رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔

قرآن مجید سورہ نحل ع ۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل اُمۃٍ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔

کہ بے شک ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا ہے (اس ہدایت کے ساتھ) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کرو۔ گویا ہر رسولِ خدا قرآن مجید کے بیان کے مطابق توحید کی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوتا رہا ہے۔ اس بیان سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کا قائم کرنا ہر رسول کی تعلیم اور پیغام کا مرکزی نقطہ رہا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی اسی مقام پر مبعوث کئے گئے تھے۔ کہ لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دیں۔

قرآن کریم نے توحید کی تعریف یا (Definition) سورہ اخلاص میں یوں بیان فرمائی ہے :-

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یُولد۔ ولم یکن لہٗ کفواً احد۔

یعنی اے نبی کہدو۔ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ احد ہے۔ یعنی صرف عدد کے لحاظ سے ہی واحد نہیں بلکہ وہ اکیلا اور یگانہ بھی ہے۔ لہٰذا اس کی ذات میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔ اسی لئے قرآن مجید خدا تعالیٰ کو محض واحد بعدد قرار نہیں دیتا بلکہ الواحد قرار دیتا ہے۔ یعنی ایک خاص نوع کا واحد جو وحدت عددی کے ساتھ احدیت کی شان کا مالک ہے گویا وہ صرف ایک ہی نہیں بلکہ اکیلا ہے۔ محض واحد عددی کے تصور میں اسکے اجزاء کا تصور بھی داخل ہے جن سے وہ واحد وجود میں آیا ہو۔ جیسا کہ ایک کا عدد ½ سے لیکر لاکھوں۔ کروڑوں بلکہ اربوں ارب کسور کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن احد کا لفظ جو اس آیت میں بلا اضافت الی الغیر خدا تعالیٰ کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ یہ بتانے کے لئے استعمال ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کوئی اجزاء نہیں۔ کیونکہ جس ہستی کی ترکیب وتالیف اجزاء سے ہو وہ فانی وجود ہوتا ہے۔ وہ ازلی اور ابدی اور واحد حقیقی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خالص واحد عددی کی ہر ہر جزو اس واحد عددی کے قائم کرنے میں دوسری جزو کے وجود کی محتاج ہوتی ہے اور واحد حقیقی یعنی احد ذات کی شان اس سے بالا ہے کہ وہ کوئی اجزاء رکھے اور اس کے اجزاء اس کی وحدت کو قائم کرنے میں ایک دوسرے کے وجود کے محتاج ہوں۔ اس بیان سے ظاہر ہے کہ قل ھو اللہ احد کے الفاظ میں خدائے تعالیٰ کی توحید ذاتی بیان ہوئی ہے۔ اس کے بعد اللہ الصمد کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی توحید صفاتی بیان کی گئی ہے۔ الصمد کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنی تمام صفات میں دوسروں سے بے نیاز اور مستغنی ہے اور کسی نوع کی کوئی احتیاج اس میں نہیں پائی جاتی۔ اور دوسرے سب موجودات اپنے ظہور اور قیام وبقا میں ہر آن اور ہر حال میں اس کے محتاج ہیں۔ لہٰذا صرف خدا تعالیٰ ہی اپنی صفات میں کامل ہے۔ باقی سب موجودات اس کے بالمقابل غیر کامل ہیں اور اپنی ترقی اور بقاء کے لئے اس کے پورے طور پر محتاج ہیں۔

احد اور الصمد دونو لفظوں نے مل کر اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وتوحید صفاتی مثبت صورت میں کامل طور پر پیش کر کے توحید الٰہی کی Definition یعنی تعریف کو بیان کرنے کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کے بعد کی آیات میں توحید کی تعریف کے بعض منفی پہلو اللہ تعالیٰ کی توحید کو غیر اللہ سے واضح اور نمایاں امتیاز دینے کے لئے اور توحید حقیقی کے تصور کو عام فہم بنانے کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ منفی پہلو تین ہیں :-

اوّل منفی پہلو لم یلد کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ یعنی اس کی کوئی حقیقی اولاد نہیں۔ یعنی وہ حقیقی بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ چونکہ حقیقی بیٹے اور بیٹیاں باپ کے لئے بمنزلہ اجزاء کے ہوتے ہیں جو باپ کے فانی وجود ہونے پر شاہد ناطق ہوتے ہیں اور باپ کو ایک محتاج ہستی ثابت کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا وجود باری تعالیٰ کی شانِ احدیت اور صمدیت کے قطعاً منافی ہے۔

دوم۔ ولم یُولد۔ اللہ تعالیٰ خود بھی کسی کی اولاد نہیں۔ (اگر وہ کسی کی اولاد ہوتا تو پھر وہ اپنے باپ کی جُزو ہوتا۔ اور یہ امر بھی اس کی احدیت اور صمدیت کے منافی ہے۔

تیسری منفی صفت اس جگہ جو بیان کی گئی ہے وہ لم یکن لہٗ کفواً احد ہے کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اس منفی مفہوم سے خدا تعالیٰ کی یگانگت اور بے نظیری کا واضح تصور دلایا گیا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی توحید حقیقی کا تصور یہ ہوا کہ وہ اپنی ذات میں اکیلا (واحد لاشریک) ہے۔ اور وہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ نہ وہ خود کسی ہستی کا بیٹا ہے۔ وہ ایسا یگانہ ہے کہ ہر پہلو سے کامل ہے۔ اور اس کے علاوہ باقی جو کچھ بھی موجود ہے اس کی مخلوق اور مملوک ہے۔ جو اس کے مقابلہ میں غیر کامل ہے۔ کیونکہ وہ ہر آن اور ہر حال میں اس کی محتاج ہے۔ اللہ الغنی وانتم الفقراء۔

توحید ذاتی وصفاتی کا جو تصور قرآن مجید نے ہمیں دلایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء کا اپنے زمانہ کے لوگوں کی ذہنی استعداد کے مطابق اسی کا قائم کرنا مقصود رہا ہے۔ دیگر انبیاء کرام کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ایسا ہی تصور خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق قائم کرنا مقصود تھا۔ شریعتِ ظاہری کے ساتھ مذاہب میں اس کا علم تصوف یعنی Mysticism بھی چلتا ہے۔ جس سے مقصود صفائے باطن اور روحانیت کو ترقی دینا اور بعض روحانی منازل کا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ علم تصوف کے رُو سے بعض روحانی مدارج ومنازل کو تمثیل، استعارہ اور مجاز کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس علم کی اصطلاحات میں لفظ سے اس کی حقیقت لغویہ مقصود نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک حقیقتِ اصطلاحیہ مقصود ہوتی ہے جو لفظ کی حقیقتِ لغویہ سے مستعار لی جاتی ہے۔ اسلامی تصوف کی رُوح کو قرآن شریف کی ذیل کی تین آیتوں سے سمجھا جا سکتا ہے جو بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

آیت اوّل وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (سورۃ انفال ع ۲) جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے دشمنوں کی طرف کنکروں کی ایک

مٹھی پھینکی۔ مٹھی کا پھینکنا تھا کہ فضائے آسمانی میں ایک غیر معمولی تموّج پیدا ہوا دشمن کی جانب سنگریزوں کا ایک طوفان اٹھا۔ جس نے انہیں سراسیمہ اور اندھوں کی طرح کر دیا۔ ان کے تیر مسلمانوں تک پہنچنے سے رہ گئے اور مسلمانوں کے تیر ان کے لئے جانکاہ اور جگر دوز ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اسی واقعہ کے متعلق فرماتا ہے کہ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مٹھی جو تو نے پھینکی تھی وہ تو نے نہیں پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ یعنی اس وقت اے نبی تیرے ہاتھ میں الٰہی طاقت کام کر رہی تھی۔ اور تیرا یہ مٹھی پھینکنا خدا کا مٹھی پھینکنا تھا۔

آیت دوم۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ہے۔ اے نبی! جو لوگ تجھ سے بیعت کر رہے ہیں۔ وہ صرف اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کو اپنا وجود قرار دیا ہے۔

سوم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کیا کرو جس طرح تم اپنے باپ، دادوں کو یاد کرتے ہو۔ اس میں ذکر الٰہی کی ترغیب ذکرِ آباء سے تمثیل کے رنگ میں بیان کی گئی ہے۔ گویا نیک بندے اور خدا تعالیٰ میں مجازی لحاظ سے باپ اور بیٹے کا تعلق بیان کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری میں ایک حدیث قدسی میں مروی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا ایسا مقرب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ تو وہ محبت یہاں تک ترقی کرتی ہے کہ میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اس مقام اتصال کو صوفیاء کرام فنا فی اللہ کا مقام قرار دیتے ہیں۔ یہی شریعت کی طریقت ہے۔ جس کے بعد لقاء اللہ اور بقا باللہ کے مراتب معرفت و حقیقت ہیں۔

آیت من کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا میں لقاء اللہ کا مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ اور آیت کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام میں بقا باللہ کے مرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس مقام اتصال میں انسان حقیقی خدا نہیں بن جاتا۔ لیکن وہ خدا میں اپنے تمام وجود اور اپنی تمام طاقتوں کو اس طرح محو مستغرق اور گم کر دیتا ہے کہ گویا اس کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں رہا۔ اب جو چیز اس کے مشاہدہ میں ہے وہ خدا ہی خدا کا جلوہ ہے۔ یہ بندے کا خدا سے وحدت شہودی کا پیوند ہوتا ہے۔

اسی مقام پر پہنچکر بعض اہل اللہ انا الحق نعرہ لگا دیتے ہیں۔ اور من خدا ئم من خدا ئم۔ من خدا کا زمزمہ گانے لگتے ہیں۔ اور اس وحدت شہودی کے پیوند کو وحدت الوجود کا اتصال خیال کرنا اسلام کے نزدیک درست نہیں۔ بلکہ ایسا خیال تصوّف کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے اپنی ایک ایسی ہی حالت شہودی کا نقشہ ذیل کے اشعار میں کھینچا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس حالت میں پہنچا کہ:۔

نہ عصیاں ماند نے طاعت
شدم محو اندر آں ساعت
چناں گشتم دراں حالت
کہ وے من گشت و منم شے

(دیوان معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ ردیف ت)

کہ اس محویت کی گھڑی میں نہ نافرمانی رہی اور نہ طاعت۔ میں اس گھڑی خدا میں ایسا محو تھا۔ کہ وہ میں ہو گیا۔ اور میں وہ ہو گیا

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

یہ مقام وحدت و اتصال دراصل تصوف کی اصطلاح میں فنا فی اللہ یعنی وحدت شہودی کا مقام ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس مقام سے ٹھوکر کھا کر وحدت الوجود کے قائل ہو جاتے ہیں۔ جو صحیح اسلامی تصوف نہیں۔

ہمارے آقا و مولیٰ سید الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلق عیال اللہ۔ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔ کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو اپنے کنبہ میں سے وہ زیادہ پیارا ہے جو اس کے باقی کنبہ سے احسان کا سلوک کرے۔ اسی حدیث کی روشنی میں صوفیاء نے اولیاء اللہ کو اطفال حق کہا ہے۔ مگر نہ حقیقی معنے سے۔ کیونکہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے۔ بلکہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں صرف یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ خدا اپنے نیک بندوں سے اس طرح پیار کرتا ہے اور ان کے لئے اس طرح شفقت کا سلوک کرتا ہے۔ جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے سے پیار کرتا ہے۔ اسی حقیقت تصوف کے پیش نظر حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اولیاء اطفال حق اند اے پسر!
در حضور و غیبت آگاہ باخبر۔
گفت اطفال من اند ایں اولیاء
در غریبی فرد از کار و کیا

کہ اولیاء خدا کے لڑکے ہیں جو حضور و غیبت میں واقف اور باخبر ہیں۔ خدا نے کہا ہے کہ اولیاء میرے لڑکے ہیں۔ جو غریب الوطنی میں اپنے اعمال میں یگانہ ہیں۔

اس قسم کی بعض اصطلاحات کو اور مقامات کو صوفیاء نے بیان کیا اور پایا ہے۔ نیک لوگوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کا خدا تعالیٰ سے روحانی پیوند بیان کرنے کے لئے سابقہ الہامی کتب میں تمثیلی زبان میں انہیں خدا اور خدا کے بیٹے کہا گیا۔ جس سے مقصود صرف یہ تھا کہ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ تھے یا خدا تعالیٰ ان سے اس طرح پیار کرتا تھا۔ جس طرح کوئی اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے یا جس طرح اپنے بیٹے سے پیار رکھتا ہے

چنانچہ اسی تمثیل کے مطابق کتاب خروج ۴/۲۲ میں لکھا ہے۔

"اسرائیل خدا کا بیٹا ہے"

زبور ۸۹/۲۶، ۲۷ میں لکھا ہے۔

"داؤد خدا کا بڑا بیٹا ہے"

تاریخ اول ۲۲/۱۰، ۹ میں لکھا ہے۔

"سلیمان خدا کا بیٹا ہے"

زبور ۸۲/۶ میں لکھا ہے۔

"قاضی اور مفتی خدا کے بیٹے ہیں"

رومیوں ۹/۱۴ میں لکھا ہے

"سب بنی اسرائیل خدا کے بیٹے ہیں"

زبور ۶۸/۵ میں لکھا ہے:۔

تمام یتیم بچے خدا کے بیٹے ہیں"

متی ۶/۱۴ میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر تم آدمیوں کے گناہ بخشو گے تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہیں بخشدے گا"

اور زبور ۸۲/۶ میں نبیوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ تم رب الٰہ ہو اور حق تعالیٰ کے فرزند ہو پر آدمیوں کی طرح مروگے

ان آیات و اقتباسات میں خدا تعالیٰ کو باپ صرف انہی معنوں میں قرار دیا گیا ہے کہ نیک بندوں سے وہ باپ کی طرح پیار کرتا ہے۔ باپ کی طرح ان کی تربیت کرتا ہے۔ اور باپ کی سی شفقت سے ان کی حاجت روائی کرتا ہے۔ بلکہ اس کے پیار کی یہ حد بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ بدکاروں کو بھی اس کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۱/۲

جس سے مقصود یہ ہے کہ بدکار کے نیکی کی طرف واپس آنے کو خدا اسی طرح پسند کرتا ہے۔ جس طرح نافرمان بیٹے کی فرمانبرداری کی طرف واپسی کو اس کا حقیقی باپ پسند کرتا ہے

متی کی انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں
کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے"

انجیل شریف میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی اسی محاورہ میں خدا کا اکلوتا بیٹا کہا گیا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے ایسے کلمات سنکر ان کے زمانہ کے بعض لوگ اشتعال میں آ گئے۔ اور مسیح کو پتھر مارنے لگے۔ جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے باپ کی طرف سے تمہیں بہت سے اچھے کام دکھائے ہیں۔ . . .

. . . . ان میں سے کس کام کی وجہ سے مجھے پتھراؤ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اچھے کام کی وجہ سے تمہیں پتھراؤ نہیں کرتے۔ بلکہ اس وجہ سے پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو انسان ہو کر کفر کا کلمہ کہتا ہے کہ اپنے تئیں خدا ٹھہراتا ہے۔ اس پر مسیح نے کہا کہ تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ تم رب الٰہ اور حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔

جب اس نے انہیں خدا کہا۔ جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ (اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں) تو آیا تم اسے جسے خدا نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا ہے۔ کہتے ہو کہ تو کفر کا کلمہ کہتا ہے۔

(انجیل یوحنا)

(باقی)

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۵۸ء کی روئداد

دوسرے دن (۲۷ دسمبر) کا پہلا اجلاس

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ کی ایمان افروز تقریر

(گذشتہ سے پیوستہ)

سواحلی زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مکرم شیخ صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے سلسلہ میں بنیادی طور پر جو سب سے اہم اور عظیم الشان کام مشرقی افریقہ میں سرانجام دیا گیا وہ اس ملک کی اہم اور مقبول عام زبان سواحلی میں قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں اخراجات کے لئے دو لاکھ شلنگ کی ضرورت تھی۔ اور بظاہر اس رقم کا فراہم ہونا ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ایک نوجوان کے دل میں تحریک کی اور اس نے ایک لاکھ شلنگ اس بابرکت کام کے لئے دے دیئے۔

باقی رقم احباب جماعت نے جمع کر دی۔ جس کے نتیجہ میں ہم دس ہزار کی تعداد میں یہ ترجمہ شائع کرنے میں کامیاب ہو گئے اس کا دیباچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے رقم فرمایا جسے ہم نے الگ پمفلٹ کی صورت میں بھی پچاس ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔ اور ملک کے طول وعرض میں اس کی خوب اشاعت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ترجمہ غیر معمولی طور پر مقبول ہوا۔ اور اس کے نتیجہ میں اسلام کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا مؤثر رنگ میں ازالہ ہو گیا۔ وہاں کی دوگنڈا زبان میں بھی قرآن مجید کا پہلا پارہ چھپ چکا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے گذشتہ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اسلام کی صداقت وحقانیت پر کم وبیش بارہ لاکھ صفحات پر مشتمل لٹریچر شائع کیا۔ پھر ہم انگریزی زبان میں ایک اخبار کے اجراء میں بھی کامیاب ہو گئے جو ملک کی دو اہم زبانوں میں شائع ہوتا ہے اور تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوا ہے

حضور کی ہدایت پر ایک اور اہم کام جو ہم وہاں کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ خود وہیں کے باشندوں کو بطور مبلغین اسلام کام کرنے کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بارہ افریقن مبلغ ٹریننگ کے بعد باقاعدہ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں اور آٹھ کے قریب افریقن طالب علم یہاں ربوہ میں زیر تعلیم ہیں

فاضل مقرر نے بتایا کہ ہماری اس مسلسل تبلیغی مساعی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہی لوگ جو کچھ عرصہ قبل یہ کہہ رہے تھے کہ اسلام افریقہ میں آخری دموں پر ہے وہ آج برملا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ افریقن قبائل میں اسلام کے اثر ونفوذ کو ترقی دینے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ (اسلام ان ایسٹ افریقہ ص ۶۲ - ص ۶۳) اور یہ کہ اسلام اب تیز رفتاری کے ساتھ افریقہ میں پھیل رہا ہے۔

(ایسٹ افریقہ اینڈ روڈیشیا ۲۸ اپریل ۵۵ء)

مساجد کی تعمیر

آپ نے بتایا کہ مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں ایک اہم ضرورت یہ تھی کہ ملک کے طول وعرض میں مساجد تعمیر کی جائیں۔ گرجوں کی بلند وبالا عمارتیں دیکھ کر اہل ملک کو یہ احساس پیدا ہو رہا تھا کہ شاید یہ گرجے ہی ان کی آئندہ ترقی کی بنیاد ثابت ہوں گے۔ ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دوررس نگاہ نے اس اہم ضرورت کو محسوس کیا۔ چنانچہ حضور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ مساجد کی تعمیر کی طرف خاص توجہ دی جائے اس ملک میں جماعت احمدیہ جیسی غریب جماعت کے لئے یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن حضور کی توجہ اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے یہ کام آسان کر دیا اور ہم ہر طرح کی مشکلات کے باوجود متعدد شاندار مساجد تعمیر کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت دارالسلام ٹبورا، نیروبی، کمپالہ جنجا اور کسموں میں ہماری شاندار مساجد موجود ہیں۔

ایمان افروز واقعات

تعمیر مساجد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید ونصرت کی مثالیں دیتے ہوئے آپ نے بتایا کہ گذشتہ جنگ عظیم کے دوران ایک مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں مقامی غیر مسلموں نے ہر ممکن طریق سے روکاوٹیں ڈالنی شروع کیں اور عدم تعاون کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے تعمیر کے کام کو جاری رکھنا قریباً ناممکن ہو گیا۔ انہی ایام میں بڑی تعداد میں اطالوی قیدی وہاں لائے گئے جو فن تعمیر کے بڑے ماہر تھے۔ ہماری درخواست پر افسران بالا نے یہ منظور کر لیا کہ وہ اجرت پر تعمیر مسجد کے کام میں حصہ لیں۔ چنانچہ ان قیدیوں نے بہت کم اجرت پر بڑی عمدگی کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ ان لوگوں کو اپنے وطن واپس جانے کا بہت اشتیاق تھا وہ اکثر پوچھتے کہ جنگ کب ختم ہو گی۔ میں انہیں کہا کرتا کہ ہماری مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر جنگ ختم ہو گی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ایسا ہی ہوا ادھر ہماری مسجد مکمل ہوئی اور ادھر جنگ ختم ہو گئی۔ اور ان لوگوں کو وہاں سے واپس جانے کا حکم مل گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے تعمیر مسجد کیلئے ہی انہیں وہاں لایا اور اس کے مکمل ہونے تک انہیں وہیں روکے رکھا۔

جب ممباسہ میں تعمیر مسجد کا سوال پیش ہوا تو ایک مخلص احمدی خاتون کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ ہزار شلنگ بطور چندہ پیش کرنے کی توفیق دی۔ اسی طرح کسموں میں ایک مخلص احمدی نے یہ پیشکش کی کہ میں اپنے خرچ پر ہی مسجد تعمیر کرا دوں گا

محترم شیخ صاحب نے خدائی تائید ونصرت کے ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم! ہم نے بارہا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ اسلام اور احمدیت کی تائید میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے آ کر کام کیا۔ اور انہوں نے ناممکن حالات میں لوگوں کے قلوب میں ہماری مدد کرنے کی تحریک کی۔ الحمد للہ!

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہماری کمزوری اور بے بضاعتی اس سے ظاہر ہے کہ اس ملک کے دو کروڑ باشندوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے ہم صرف دو لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہیں۔ گویا فی کس صرف ایک پائی خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ہماری اس ایک پائی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی ہے جو دوسروں کے کروڑوں روپیہ میں بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری حقیر مساعی کے شاندار نتائج نکل رہے ہیں اور آج برملا یہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ:۔

"افریقہ میں اسلام عیسائیت کے مقابلے میں دس گنا زیادہ پھیل رہا ہے"

(دی ایسٹ افریقن اسٹینڈرڈ ۲۰ نومبر ۱۹۵۵ء)

تحریک جدید کی اہمیت

آپ نے فرمایا ان شاندار نتائج سے یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریک جدید کتنی بابرکت ہے۔ درحقیقت یہی وہ تحریک ہے جس پر بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے جو احمدی دوست یہ سمجھتے ہیں کہ چندہ تحریک جدید میں ان کی دی ہوئی حقیر رقم کس کام آ سکتی ہے وہ ان نتائج سے اندازہ لگائیں کہ ان کی دی ہوئی ایک ایک پائی کتنی بابرکت ثابت ہو رہی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ چندہ تحریک جدید میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں تاکہ ہم وہاں پر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں۔

آخر میں آپ نے مشرقی افریقہ کے تمام احمدی احباب کی طرف سے حاضرین جلسہ کی خدمت میں السلام علیکم کا پیغام پہنچایا اور فرمایا کہ احباب وہاں کے جملہ مبلغین اور احباب جماعت کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ وناصر ہو۔ اور انہیں حقیقی اخلاص اور تندہی کے ساتھ دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا نہ صرف وہ ملک بلکہ دنیا کے دیگر تمام ممالک بھی اسلام کی آغوش میں آ جائیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو کر ازلی ابدی برکات کے وارث بنیں۔

محترم شیخ صاحب کی تقریر اوّل سے آخر تک بڑی دلچسپی اور انہماک کے ساتھ سنی گئی۔ (باقی)

درخواست دعا

میرے والد منشی احمد حسین صاحب کاتب اور والدہ محترمہ چند دن سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (شکیل دارالرحمت ربوہ)

دُنیا بھر میں مساجد کی تعمیر اور قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کریم کے لیے غیر ممالک میں مبلغین و مجاہدین کے بھجوانے، مساجد کی تعمیر کرانے اور قرآن مجید کے تراجم کے چھپوانے کا جو عظیم الشان کام جاری کر رکھا ہے یہ ایسی مہمات دینیہ ہیں کہ ان کے لیے ہر سچے احمدی کو اپنے پاکیزہ اموال میں سے ایک خاصہ حصّہ قربان کرنا ہوگا۔ تب جاکر خدا کے فضل سے یہ مہم سر ہوگی۔ مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنے اموال کا کوئی حصّہ دینی اور جماعتی ضروریات کے لئے صرف کیا تو اُنہیں تنگی کا سامنا ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب توہمات ہیں۔ اور اپنے خالق و مالک پر بدظنی۔ سچے اخلاص سے دین کے لئے مال قربان کرنے والا برکت پہ برکت پاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں اُمید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی رہ جائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہیئے کہ خدا تعالےٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس دن میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کی اشاعت اور استحکام کے لئے جنہوں نے اُس وقت حضورؑ کی خدمت میں چند پیسے بھی دیئے ان کا ذکرِ خیر حضور علیہ السلام کی کتب مبارکہ میں پایا جاتا ہے اور اب اوقات حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہم حضورؑ کے زمانہ میں ہوتے تو ہم بھی یہ خدمت کر کے حضورؑ کی دعائیں لیتے۔ ایسے بھائیوں کے لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ آج جو خدا کے مسیح کے خلیفہ برحق کی آواز پر لبیک کہنے سے گھبرائیں گے اور آگے بڑھ کر اسوقت خدمتِ اسلام میں اپنے اموال نہیں دیں گے وقت آتا ہے کہ وہ ترسیں گے اور حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم خدا کے مسیح کے خلیفہ کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنے اموال پیش کرتے تو ہمارا بھی ذکر خیر ہوتا اور موعود خلیفہ اور مصلح موعود کی دعاؤں سے حصّہ لیتے۔ پس اس وقت کو مبارک سمجھو اور اس وقت خدمتِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کریم کے لئے تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو کر اپنے لئے برکتوں کے حصول کا انتظام کرلو، ورنہ وقت آتا ہے کہ سونے کا پہاڑ بھی پیش کرو گے تو آج کے پیسے کے برابر نہ سمجھا جائے گا۔

(وکیل المال تحریک جدید)

کیا آپ کے ہاں مجلسِ اطفال الاحمدیہ قائم ہے؟

جماعت احمدیہ کی آئندہ ترقی کا بہت کچھ انحصار احمدی بچوں کی صحیح تربیت اور ان میں دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے پر منحصر ہے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے بالغ نظر امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس اطفال قائم فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ :۔

"خدام الاحمدیہ کی ایک شاخ ایسی بھی کھولی جائے۔ جس میں پانچ چھ سال کی عمر سے لے کر چودہ پندرہ سال تک کی عمر کے بچے شامل ہو سکیں"

(الفضل ۲۲ر اپریل ۱۹۳۸ء)

حضور کے اس ارشاد کے ماتحت مجلس اطفال الاحمدیہ قائم کی گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ احباب اس کی اہمیت کو محسوس فرمائیں۔ اور جہاں جہاں بھی خدام الاحمدیہ کی تنظیم قائم ہے وہاں مجلس اطفال الاحمدیہ بھی قائم کریں۔ اور یوں اپنے بچوں کی مناسب تربیت کا انتظام کر کے اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

وصیّت فارم پُر کرنے کیلئے ضروری ہدایات

باوجود دو تین مرتبہ اعلان کرنے کے وصیت فارم بالعموم احتیاط سے اور درست طور پر نہیں لکھے جاتے۔ اس لئے تکمیل کے لئے واپس کرنے پڑتے ہیں یا تکمیل کے لئے خط وکتابت کرنی پڑتی ہے۔ اور ان کی منظوری حاصل کرنے میں تاخیر کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا مندرجہ ذیل ہدایات وصیت فارموں کی تکمیل کے لئے پھر شائع کی جاتی ہیں۔ وصیت کرنے والے وصیت لکھنے والے اور گواہ اور مصدقین ان ہدایات کو مدنظر رکھیں۔

۱۔ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ لکھی جائے نہ کہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان
۲۔ وصیت کی عبارت میں مشکوک اور کٹے ہوئے الفاظ پر لکھنے والے کے دستخط ہونے چاہئیں
۳۔ وصیت کنندہ کا اپنا پتہ مکمل ہونا چاہیئے۔ جس پر خط وکتابت کی جا سکے۔
۴۔ وصیت پر دو گواہوں کے دستخط اور ان کے پتے مکمل ہونے چاہئیں۔ گواہ اگر قریبی رشتہ دار ہوں تو بہتر ہے۔
۵۔ چندہ شرط اول و اعلان وصیت بوقت تحریر وصیت ادا کرکے۔ رسید کا نمبر اور تاریخ وصیت فارم پر نوٹ کیا جائے۔
۶۔ وصیت میں درج کردہ جائداد کی تفصیل محل وقوع اور اندازہ قیمت کا درج ہونا ضروری ہے۔ اور حصہ آمد کی صورت میں ماہوار آمدنی اور اس کا ذریعہ
۷۔ الف: تصدیقی فارم پر مقامی جماعت کے دو عہدہ داروں کی تصدیق ہونی چاہیئے۔
ب: مستورات کی وصیتوں پر مقامی لجنہ اگر قائم ہو تو اس کی تصدیق بھی کرا دی جائے ورنہ مقامی جماعت کے عہدہ داروں کی تصدیق کافی ہے۔
۸۔ مستورات کی وصیتوں میں علاوہ دیگر جائداد کے مہر کا ذکر خصوصیت سے ہونا چاہیئے کہ کتنا ہے اور آیا وہ خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ یا وصول کر لیا ہوا ہے
۹۔ مہر کے حصہ وصیت کے متعلق خاوند کی تحریر شامل ہونی چاہیئے کہ وہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہے ــــ یا
۱۰۔ کم سے کم وصیت پر خاوند کے دستخط بطور گواہ ہونے چاہئیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

کیا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا؟

"اس وقت جو کام ہمارے سپرد ہے۔ وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ اس کی مثال اس سے پہلے دنیا میں نہیں ملتی۔ اس کی بنیاد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں پکار رہے ہیں کہ اے مزدورو آؤ اور اس عمارت کی تکمیل کرو۔ مگر ہم میں سے بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو بھاگتے پھرتے ہیں۔ اور قربانیوں سے گریز کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کے سامنے خوشی کے ساتھ کھڑا ہونے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ جو خوشی کے ساتھ قربانیاں کریں گے۔ اور خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیں گے۔ وہ اسلام کی آخری تعمیر میں حصہ لینے والے اور اسلام کے معمار ہوں گے۔ اور اگلے جہان میں اللہ تعالےٰ کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

امید ہے کہ ہر احمدی لبیک کہتے ہوئے اسلام کی اشاعت کے لئے تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے میں کسی سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرے گا۔ پس کوشش کریں کہ آپ اور آپ کے احباب و اقربا کے وعدہ جات تحریک جدید امام وقت کی خدمت میں فوراً پہنچ جائیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

درخواست دُعا

میرے والد صاحب بزرگوار تین دن سے بعارضہ انفلوائنزا اور بخار سخت بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے

(محمد افتخار احمد ابن چوہدری فرزند علی صاحب صادق منزل ربوہ)

ملک کو سائنسی اور فنی مہارت رکھنے والے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت

پنجاب یونیورسٹی میں گورنر اختر حسین کا خطبہ تقسیم اسناد

لاہور یکم جنوری۔ مغربی پاکستان کے گورنر اور پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر مسٹر اختر حسین نے کل پنجاب یونیورسٹی کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں خطبہ پیش کرتے ہوئے سائنسی اور فنی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ پاکستان کو آج کے ترقی یافتہ دور کی اقوام عالم میں ممتاز حیثیت اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ اعلیٰ فنی اور سائنسی مہارت کے حامل افراد تیار کرے۔

گورنر نے اساتذہ کی حالت بہتر بنانے۔ ضرورت مند کالجوں کو لائبریریوں اور لیباریٹریوں کے لئے بہتر سامان مہیا کرنے یونیورسٹی میں ریسرچ کے کام کے لئے پر شعبے میں رسامیاں قائم کرنے اور تعلیم یافتہ افراد کو دیہاتی علاقوں میں خدمات انجام دینے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ نیز نوجوان گریجویٹوں کو اخلاقی اقدار کی رہنمائی کرنے کا فرض یاد دلایا۔

گورنر نے نوجوان فارغ التحصیل طلباء اور طالبات کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ اب یونیورسٹی کے حلقہ سے نکل کر زندگی کے عملی میدان میں قدم رکھنے والے ہیں۔ جہاں ایک عظیم جدوجہد سے آپ کو سابقہ ہوگا۔ کئی آزمائشیں ہوں گی اور کئی مشکلات پیش آئیں گی۔ ان مشکلات کا ازالہ۔ آزمائشوں میں کامیابی اور جدوجہد میں سرخروئی آپ کو اس دانش اور کردار کی بدولت حاصل ہوگی جو آپ نے اس یونیورسٹی سے حاصل کئے ہیں۔ آپ لوگ اپنے عزم۔ ہمت اور ایقان کی بدولت انتہائی بلندی پر فائز ہو سکتے ہیں۔ آپ زندگی کے عملی میدان میں اپنی جدوجہد کو ایسا کامیاب کر دکھائیے کہ آپ کی مادر تعلیم آپ کو جو ڈگری دے رہی ہے اس کی قدر و قیمت اجاگر ہو۔

گورنر نے مزید کہا کہ یونیورسٹی سے نکلنے کے بعد علم کی پیاس بجھ نہیں جانی چاہئے۔ بلکہ غیر معلوم کو معلوم کرنے کا فطری شوق بدستور اجاگر رہنا چاہئے۔ ساتھ ہی قومی بقا و استحکام کے مسائل سے نپٹنے کے طریقوں کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

گورنر نے اپنے خطبے میں سائنسی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا آپ نے کہا ہمارا دور سائنسی فنی ترقیات کا دور ہے۔ ماضی قریب میں انسان نے اپنے گردوپیش کی موجودات پر بے مثال تسخیر حاصل کر لی ہے دنیا کی ترقی یافتہ قوموں نے اسی سائنسی علم کی بدولت امن کی عظیم خوشحالی اور جنگ کی عظیم قوت تیار کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ ان ممالک کے باشندوں کا معیار زندگی بلند کر دیا گیا ہے اور ان کے لئے ایسی آسائشیں مہیا کر دی گئی ہیں کہ انہیں کئی دوسری مفید توجہات کے لئے فرصت میسر آ گئی ہے۔ ان کے ہاں سے افلاس اور مرض کا ازالہ ہوتا جا رہا ہے اور ایسے بہتر حالات نصیب ہو گئے ہیں۔ جو فنی انقلاب کے بغیر ممکن نہیں تھے

آپ نے کہا ترقی اور جدوجہد کے اس دور میں اگر ہم نے ترقی یافتہ قوموں کی تقلید نہ کی تو اس کے نتائج بہت خوفناک ہوں گے۔ ہمارے وافر قدرتی وسائل سے اب تک کام نہیں لیا گیا۔ ہماری سرزمین کی ہوا اور پانی میں قوت کے ایسے ذخیرے ہیں جو اب تک ظاہر نہیں ہو سکے۔ ہمارے وسیع میدانوں میں بقائے انسانی کی بیشتر ضروریات افراط سے پیدا ہوتی ہیں اب یہ ہمارا کام ہے۔ کہ ان تمام وسائل سے کام لیں اور جہاں ایک طرف اپنے ملک کے باشندوں کے لئے آسائش اور سہولتوں کے سامان مہیا کریں۔ وہاں کسی حملے سے بھی اپنے ملک کا دفاع کر سکیں۔ یہ سارا علم ہمیں یونیورسٹیوں ہی سے مہیا ہونا چاہئے۔ اور یہیں ہمیں ان مردوں اور عورتوں کی خدمات دستیاب ہو سکتی ہیں جو قومی سرگرمیوں کے ہر مرحلے پر علم کی قوت سے کام لے سکیں۔

مسٹر اختر حسین نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک کو ضروری اشیاء ماہرین کے حصول کے لئے دوسرے ممالک کی امداد پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ ہم اس امداد کے لئے شکر گذار ہیں۔ لیکن اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ صورت حال ہمیشہ جاری نہیں رہ سکتی۔ لہذا ہمیں اپنی یونیورسٹیوں میں اس سلسلے کی قومی ضروریات پوری کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ پنجاب یونیورسٹی کو بھی چاہئے کہ اپنے گریجویٹوں کی آرٹس سائنس اور ٹکنالوجی میں مہارت اور معیار کو بلند تر بنائے

گورنر نے کہا پاکستان کو خصوصی ذمہ داریاں نباہنے کے اہل افراد کی انتہائی ضرورت ہے ہماری زراعت، صنعت، تجارت اور نظم و نسق کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جو بہتر عام تعلیم کے علاوہ خصوصی شعبوں اور فنون کی اعلیٰ تربیت کے حامل ہوں۔ ہمارے ہاں گریجویٹوں کی تعداد میں تو سال بسال اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن خصوصی شعبوں کی ضروریات پوری نہیں ہو رہیں۔ ہمیں قومی ترقیاتی منصوبے کی تکمیل کے لئے سائنسدانوں انجینئروں اور فنی ماہروں کے ایک جم غفیر کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی ترقی کا انحصار اس کی علمی، سائنسی اور فنی کامیابیوں پر ہے۔ یونیورسٹیوں کو ایسے افراد مہیا کرنے چاہئیں۔ جو ملک کی بہتر خدمت کرنے کے اہل ہوں۔ یونیورسٹی کو بہتر اساتذہ اچھے مدرس اور اعلیٰ سکالر تیار کرنے چاہئیں جو پاکستان میں سب سے قدیم تعلیمی مرکز ہے۔ سکالرشپ اور ریسرچ کا نہایت بلند مرکز بن جانا چاہئے۔

گورنر نے یونیورسٹی کے لئے نئے قصبے کی تعمیر کے منصوبے کا تذکرہ کیا اور ساتھ ہی یہ امید ظاہر کی۔ کہ جن کالجوں کو لائبریریوں اور لیباریٹریوں کے لئے زیادہ اور بہتر سامان کی ضرورتیں درپیش ہیں ان کی ضروریات کی تکمیل کی جائے گی۔ آپ نے کہا۔ متعدد ممالک کی یونیورسٹیوں میں ایسے سکالر ہوتے ہیں۔ جو پڑھائی کا یا انتظامی نوعیت کا کوئی کام نہیں کرتے دنیا میں ریسرچ یا نہایت کارآمد مقالے پیش کرنے کا جتنا کچھ کام ہوتا ہے، وہ اکثر ایسے ہی فضلاء کی کاوش کا ثمرہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے تحقیق، تجسس سکون فکر، مطالعہ کی آسائشوں اور سب سے بڑھ کر فرصت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ایسے سکالروں کے لئے اس یونیورسٹی کے مختلف شعبوں میں ایسے مواقع مہیا کریں۔ جہاں وہ کسی انتظامی یا دوسری ذمہ داری سے الگ تھلگ رہ کر اعلیٰ تحقیقی کام مکمل کر سکیں۔

آپ نے کہا یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ تحقیقی کام کرنے والے لوگ بہت حساس مضطرب طبیعتوں کے مالک ہوتے ہیں یونیورسٹی کے اساتذہ کے لئے کام اور ان کے رہن سہن کے حالات مہیا کرنے میں یہ حقیقت ضرور مدنظر رکھنی چاہئے کہ تخلیقی کام کرنے والے سائنسدان یا سکالر کو ایسا مادی صلہ بھی ملنا چاہئے، جس سے اس کی محنت کی تحسین ہو سکے

گورنر نے فارغ التحصیل نوجوانوں کو ہدایت کی کہ وہ حاصل کردہ علم کو جتنی وسعتوں تک ممکن ہو پھیلاتے جائیں۔ آپ نے کہا ہمارے ملک کی بیشتر آبادی تعلیمی اداروں کے مرکزوں سے دور رہتی ہے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ دور افتادہ علاقوں میں جائیں۔ اور عوام کی اخلاقی اور روحانی رہبری کریں۔ اور اگر آپ لوگ ذمہ داری کی اعلیٰ پوزیشن پر سرفراز ہوں تو آپ کو ان لوگوں کی رہنمائی کا موقع حاصل رہے، جو آپ جتنے خوش بخت ثابت نہیں ہوئے۔

آخر میں آپ نے تعلیم یافتہ افراد کو یہ فرض یاد دلایا۔ کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے زمان و مکان کی قیود سے مبرا اخلاقی اقدار، اور لا انتہا قدر و منزلت کی حامل خوشحالی اور امن کے پیغام رساں ثابت ہوں۔

مغربی پاکستان میں عام تعطیلات کم کر دی گئیں

لاہور یکم جنوری۔ حکومت مغربی پاکستان نے سال ۱۹۵۹ء کے لئے صرف دس عام چھٹیاں منظور کی ہیں۔ گذشتہ سال ایسی پندرہ چھٹیاں دی گئی تھیں۔ عام چھٹیوں کی فہرست درج ذیل ہے:۔

چھٹیاں	تاریخ
۱۔ یوم استقلال	۲۳ مارچ
۲۔ جمعۃ الوداع	۳ اپریل
۳۔ عید الفطر	۱۰ اور ۱۱ اپریل
۴۔ عید الاضحیٰ	۱۷ اور ۱۸ جون
۵۔ محرم (عاشورہ)	۱۷ جولائی
۶۔ یوم آزادی	۱۴ اگست
۷۔ عید میلاد النبیؐ	۱۶ ستمبر
۸۔ کرسمس اور یوم ولادت قائد اعظم	۲۵ دسمبر

۳۰ جون اور ۳۱ دسمبر کی صرف بنکوں کے لئے چھٹیاں ہوں گی۔ مندرجہ بالا چھٹیوں کے علاوہ اکیس اپریل کو بھی مرکزی حکومت کے فیصلہ کے مطابق یوم اقبال کی چھٹی ہوگی ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس سال کے دوران میں اپنے دائرہ اختیار میں مقامی چھٹیاں دے سکتے ہیں۔

تونس کابینہ میں ردوبدل

تونس یکم جنوری۔ صدر اور وزیر اعظم حبیب بورقیبہ نے اپنی کابینہ میں ردوبدل کیا ہے۔ کابینہ میں بعض نئے وزراء لئے گئے ہیں اور بعض کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ کابینہ میں نئے وزراء میں وزیر مملکت برائے اقتصادیات اور وزیر مملکت برائے تعمیر عامہ و ہاؤسنگ جوانی شامل ہیں۔

ایک ارب روپے سے زاید کی چھپی ہوئی دولت ظاہر کر دی گئی

بیانات داخل کرنے کی تاریخ میں ۱۵ جنوری تک توسیع!

کراچی ۲ جنوری۔ مرکزی ریونیو بورڈ نے مارشل لاء کے ضابطہ ۴۳ (ترمیم شدہ) کے تحت رعایتی شرح پر ٹیکس لگانے کی مراعات کا جو اعلان کیا تھا۔ اس کے تحت کل رات تک چھپی ہوئی دولتوں سے متعلق جو بیانات داخل کئے گئے ہیں۔ ان کی مالیت ایک ارب روپے تک پہنچتی ہے۔ ریڈیو کی اطلاع کے مطابق یہ شمار ان بیانات پر مبنی ہے جن کا حساب کل چار بجے سہ پہر تک کیا جا چکا ہے۔ اور خیال ہے کہ حساب مکمل ہونے پر یہ رقم اس سے زائد نکلے گی۔

کل شام تک غیر ملکی زرمبادلہ کی جو املاک ظاہر کی جا چکی ہیں۔ ان کی مالیت تین کروڑ ۲۵ لاکھ روپے ہے۔ دوسرے ممالک میں پاکستانیوں کی جو املاک ظاہر کی گئی ہیں۔ وہ ان کے علاوہ ہیں۔ اور ان کی مالیت ایک کروڑ چھ لاکھ روپے بنتی ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار وہ ہیں۔ جو مارشل لاء کے ضابطہ ۴۳ کے تحت ۳۱ دسمبر تک حکام کے علم میں لائے گئے ہیں۔

اب چھپی ہوئی آمدنیوں کے انکم ٹیکس حسابات اور غیر ملکی زرمبادلہ کی املاک کے متعلق حکام کو اطلاع مہیا کرنے کی تاریخ بڑھا کر ۱۵ جنوری ۵۹ء کر دی گئی ہے

کل مرکزی وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب نے ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا چھپی ہوئی آمدنی اور بیرونی زرمبادلہ کی املاک ظاہر کرنے کے متعلق مراعات کی مدت میں پندرہ یوم کی توسیع کا جو اعلان کیا گیا ہے۔ جو لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ اور چھپی ہوئی آمدنیوں اور املاک کے متعلق حکام کو مطلع نہیں کریں گے حکومت مقررہ تاریخ کے بعد ان پر "ٹوٹ پڑے گی" آپ نے کہا تاریخ میں یہ توسیع اس وجہ سے کی گئی ہے کہ بہت سے لوگ ۳۱ دسمبر کی مقررہ تاریخ تک اپنی آمدنیوں اور املاک اور سودوں سے متعلق تمام حسابات اور متعلقہ دستاویزیں حاصل نہیں کر سکے۔ آپ نے انتباہ کیا کہ اس تاریخ میں پندرہ جنوری کے بعد توسیع نہیں کی جائے گی۔

وزیر خزانہ نے کہا ہمارے پاس یہ یقین کرنے کی وجوہ موجود ہیں کہ ہر شخص نے اپنی ساری دولت اور املاک کے متعلق مکمل اطلاعات مہیا نہیں کیں ہم ان تمام لوگوں کو ایک اور موقع مہیا کر رہے ہیں۔ کہ وہ اپنی چھپی ہوئی دولت کو ظاہر کر دیں۔ اور اپنے انکم ٹیکس کے گوشواروں کی تصحیح کر لیں۔

مسٹر شعیب نے مزید کہا کہ اب تک ایک ارب روپے کی چھپی ہوئی املاک کا جو اعلان کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ ڈاک کے ذریعے مزید اعلانات موصول ہونے کی توقع ہے۔ بالخصوص چھوٹی آمدنیوں کے متعلق گوشوارے اب ڈاک سے موصول ہوں گے ان رقوم کا حساب ایک ارب روپے کے حساب کے علاوہ ہوگا۔

مسٹر شعیب نے ایک مرتبہ پھر یہ یقین دلایا کہ جو شخص اپنا معاملہ صاف رکھے گا۔ اسے کسی انتقامی کارروائی کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ نیز جن رعایتوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان پر لفظاً اور معناً عمل کیا جائے گا آپ نے کہا۔ میری اپیل یہ ہے کہ ہر شخص اپنا کاروبار دیانت سے کرے"

موصوف نے کہا۔ اتنی بڑی مالیت کی چھپی ہوئی املاک کے اظہار سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ہمارے شبہات درست تھے تاہم حکومت تاجروں اور دوسرے لوگوں سے فیاضانہ اور فراخدلانہ سلوک کرے گی آپ نے کہا ہمیں عوام سے مکمل تعاون کی توقع ہے۔ اور امید ہے کہ وہ دی ہوئی رعایتوں سے مقررہ مدت تک فائدہ اٹھا لیں گے۔

وزیر خزانہ نے واضح کیا کہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے جن رقوم کو چھپا کر رکھا گیا تھا اور جن کا اب تک اعلان ہوا ہے یا ہوگا ان میں سے اوسطاً ۲۵ فیصد رقوم ٹیکسوں کی صورت میں حکومت کے خزانے میں آ جائیں گی۔ ان سے قرضے ادا کرنے اور دھڑا دھڑ نوٹ چھاپ کر مالی خسارہ پورا کرنے کی رفتار کم کرنے میں مدد ملے گی۔

محکمہ انکم ٹیکس میں سراغرسانی کا شعبہ

کراچی ۲ جنوری حکومت پاکستان نے انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں ایک مکمل شعبہ سراغرسانی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے نئے شعبہ میں بیس یا پچیس آدمی کام کریں گے جو انکم ٹیکس سے بچنے اور اپنی آمدنی کو پوشیدہ رکھنے کے خواہشمند لوگوں پر کڑی نگاہ رکھیں گے۔ مرکزی ریونیو بورڈ کے رکن مسٹر ظفر الاسلام نے آج بتایا کہ سراغرسانی کے کام کی تربیت حاصل کرنے کے لئے دو افسر ۵ جنوری کو کینیڈا جا رہے ہیں۔

ڈھاکہ ۲ جنوری۔ مرکزی وزیر قانون مسٹر محمد ابراہیم کراچی سے ڈھاکہ پہنچ گئے۔

اعلانات نکاح

(۱) شیخ محمد ابراہیم صاحب پسر شیخ محمد یعقوب صاحب آف گھوٹکی ضلع سکھر کا نکاح امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت شیخ سراج دین صاحب لائلپور سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ دسمبر ۵۸ء کو مسجد مبارک ربوہ میں بعوض چھ صد روپیہ حق مہر پڑھا احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے آمین - (منشی) محمد انوار کارکن ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ)

(۲) شیخ رفیق احمد ولد شیخ محمد بشیر آزاد کا نکاح سعیدہ بیگم بنت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی جامعہ احمدیہ ربوہ کے ہمراہ مسجد محلہ دارالرحمت میں بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مورخہ یکم جنوری ۵۹ء کو پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے یہ رشتہ مبارک کرے آمین (عبدالاحد کوئٹہ۔ حال ربوہ)

کاپی رائٹر کی فوری ضرورت

روزنامہ الفضل کے لئے فوری طور پر ایک کاپی رائٹر کی ضرورت ہے۔ امیدوار کا مولوی فاضل ہونا ضروری ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۳۰-۲-۵۰ ہوگا۔ اور مہنگائی الاؤنس صدر انجمن کے قواعد کے مطابق دیا جائیگا درخواستیں بنام ایڈیٹر الفضل زیادہ سے زیادہ ۱۰ جنوری تک بھجوا دی جائیں۔ انگریزی جاننے والے اور اس کام کا تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ (ایڈیٹر الفضل ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵